نور افشاں

[illegible]

نمبر [illegible] - جلد [illegible] | لودیانہ [illegible] ستمبر [illegible] | قیمت ۳ پائی

راستی و صداقت

[illegible]

رہتی ہے۔ اِس خوف سے کہ کہیں بیان میں تفاوت ہو جاوے اور وہ اکثر ہو جاتا ہے۔ اور ایک جھوٹ کو بنا کر بیچ کے واسطے اور بہت سے جھوٹ کے مصالح لگانے بھی ضرور حاجت پڑتی ہے مگر راست باز تو ایسی [illegible] کبھی [illegible] نہیں ہوتی۔ راستی بجائے خود ایک مختصر سی شے ہے اور معاملات کی رو داد ایک خود آرا ہے۔ یہ طول طویل تحقیقات کی تکلیف سے بچاتی ہے۔ اور ایک سیدھی سی سڑک کی طرح اپنے راہرو کو آسانی و جلدی منزل مقصود پر پہنچا دیتی ہے۔ غرض جھوٹ اور بہانہ سازی سے اگر کوئی فائدہ بھی ہو تو وہ تو عارضی و ناپائدار اور اُسکا نقصان دائمی ہے۔ یہ انسان کو ہمیشہ کی تنگ اور بدگمانی میں ڈال دیتا ہے جسکا دراز اور برے تک ہونا ممکن ہے۔ اگر انسان نے دنیا میں ایک ہی دن کا رہنا رکھا ہو اور پھر [illegible] تو کچھ مضائقہ نہیں ہے جسکا اس کی [illegible] رہائش کی مدت دراز تک کی ہے۔ اور جب تک ہو اپنے اعتبار اور دیانت داری کا فائدہ اٹھاتا ہے۔ تو اُسکے لئے ضرور ہے کہ تمام اپنے افعال و اقوال میں راستی اور صداقت کو استعمال کرے کیونکہ سوا اس اوصاف کے اور کوئی صفت انسان کی انجام تک قایم نہیں رہتی۔

فخر الدین خاں

خط

بخدمت اڈیٹر صاحب نور افشان زاد عنایۂ

بعد تسلیم التماس ہے کہ اخبار نمبر ۲۹ مطبوعہ ۹ [illegible] گذشتہ میں کسی مستفسر ہندو کی طرف سے ایک سوال درج تھا جسکے جواب کے وعدہ خواستگار ہیں۔ میں اُسکا جواب بخدمت عالی میں بھیجتا ہوں۔ آپ براہ مہربانی اُسکو اپنے اخبار گہربار میں جگہ دیجئے۔ میں مشکور ہونگا۔

سوال

تشبیہ بغیر دیکھنے مشبہ کے بالکل ناقص ہے۔ اور صفت جو شاہد و [illegible] موصوف محض ہیچ ہے اس کلام کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ پہلے یہ کہ بغیر دیکھنے مشبہ کے مشبہ کی کسی چیز سے تشبیہ دینا بالکل ناقص ہے۔ اور صفت جو شاہد و [illegible] بغیر پہچان موصوف اُسکی صفت کو بیان کرنا محض ہیچ ہے جو ظاہر ہے جس شخص نے کسی چیز کو دیکھا ہی نہیں۔ وہ کس طرح اُسکی تشبیہ دے سکتا ہے۔ [illegible] بتلا دیگا۔ اس امر کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور اِسی واسطے ہندو انبیا اور برہم سماج والوں کے بیان پر جو خدا کی نسبت ہے ہم کان نہیں دھرتے اور اُسپر اعتقاد نہیں رکھتے۔ انہوں نے خدا کا مشاہدہ نہیں کیا۔ لیکن اپنی عقل کے ذریعہ سے اُسکی تشبیہ اور صفت کا بیان کرتے ہیں اُنکی نسبت یہ کلام عین صادق ہے۔ دوسرے معنی اس کلام کے یہ ہو سکتے ہیں کہ تشبیہ بغیر دیکھنے مشبہ کے بالکل ناقص ہے۔ یعنی تشبیہ جو مشبہ کی کی گئی ہو۔ اُسکے جنہوں کے حق میں جو مشاہدہ مشبہ کے مشبہ کی ماہیت اور حقیقت دریافت کرنے کیلئے بالکل ناقص ہے۔ اور ایسا ہی صفت سننے والے کیلئے۔

اِس امر کو ہم قبول نہیں کرتے۔ اور ان معنوں سے ہم انکار کرتے ہیں۔ اگرچہ تشبیہ سے مشبہ کی کامل پہچان حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور صفت سے موصوف کا بیان۔ لیکن تو بھی بہت کچھ اور بہت پہچان حاصل ہو سکتی ہے۔ خصوصاً اُس صورت میں جبکہ ہمکو یقین ہوا ہے۔ کہ مشبہ نے اپنی تشبیہ خود دی ہے۔ اور موصوف نے اپنی صفت خود بیان کی ہے۔ مثلاً کوئی آدمی انگلستان کا جسکو ہمنے کبھی نہیں دیکھا۔ اور جسکے حالات سے ہم ناواقف ہیں۔ اگر اپنے حالات خود بیان کرے اور اپنی تشبیہ خود دیوے۔ تو ہم اُسکو دیکھ کر اگرچہ کامل یقین اور اُسکی پہچان نہیں حاصل کرسکینگے۔ اور یہی ہے دعویٰ مذہب عیسوی کا ہے۔ کہ اُسمیں جو کچھ خدا کی ذات و صفات کا بیان ہے وہ الہامی اور خدا کی طرف سے ہے۔ یعنی خدا نے خود اپنا حال بیان کیا ہے۔ اور اُس نے آپ اپنی صفات کو ظاہر فرمایا ہے۔ اس صورت میں کیونکر ہم اُسے ناقص بیان کر سکتے ہیں۔ کیونکہ کسی فیلسوف کی نسبت کچھ نہیں کہا۔ بلکہ مشبہ نے آپ اپنی تشبیہ دی ہے۔ اور موصوف نے خود اپنی صفات کو منکشف کیا ہے۔ ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے۔ کہ اِس سے اُسکی ساری ماہیت اور اُسکی تمام حقیقت و کمالیت پوری پوری ہماری سمجھ میں آتی ہے۔ کیونکہ خدا کی ذات و صفات بیحد ہے۔ اور بیرون از عقل و قیاس۔ چنانچہ یہ اِس سوال اُسکی نسبت خود مستفسر نے اقرار کیا ہے۔ اب ہم آئینہ سے دھندلا سا دیکھتے ہیں پر اُس وقت یعنی جب بہشت میں جاوینگے ہم روبرو دیکھینگے۔ اِس وقت میرا علم ناقص ہے پر اُس وقت میں بالکل جانونگا جیسے کہ میں پہچانا گیا۔ خدا کا سا ما بیان ہو سو تشبیہ و صفت کے ذریعہ اُس سے تاہم اُسکی پہچان ہم بخوبی حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ تشبیہ اور بیان صفت خود اُسیکا بنایا ہوا ہے۔

یہ امر۔ کہ جو انسان اپنے آپ میں بہتر صفت دیکھتا ہے۔ اُسکو خدا سے منسوب کر دیتا ہے۔

ہمارے مذہب عیسوی قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ حقیقت میں یہ اس امر مذکورۃ الصدر کے خلاف ہے۔ یعنی جو صفات نیک انسان میں پاتے ہیں۔ وہ ہمارے اِس مذہب الہامی کے خدا کی صفات کا جلوہ ہے۔ یعنی خدا نے اپنی صفات انسان میں ظاہر فرمائی ہیں۔ چنانچہ پیدایش کی کتاب میں ہے۔ کہ خدا نے انسان کو اپنی شکل پر بنایا تاکہ انسان میں خدا کی صفات ظاہر ہوویں۔

مستفسر کے لئے ضرور ہے۔ کہ مذہب عیسوی کے الہامی ہونے کی تحقیق کرے۔ اسپر اس امر کا مدار ہے۔ اگر اُس تحقیق سے اُسکی تسلی ہو جاوے۔ تو اُسکو اختیار ہے کہ اُسکو قبول کرے۔

اگر کوئی امر اسمیں فروگذاشت ہو گیا ہو وے۔ تو بعض مستفسر میں اُسکا بیان کریں۔ میں اُسکے جواب دینے میں سعی کرونگا۔

راقم ایک ہندوستانی عیسائی

ایضاً

جواب سوال غورطلب

سوال یہ ہے کہ خدا بغیر صفات اور تشبیہات کے کسی مذہب میں پایا نہیں جاتا اور صفت بغیر دریافت موصوف اور تشبیہ بغیر دریافت مشبہ کے ہیچ اور پوچ ہے*

جواب

بجنسہ یہ بات ظاہر کر دینا واجب ہے کہ انسان میں پانچ وسائل ہیں حصول علم کے اور یہی پانچ ابواب ہیں فقط اور ایک جوہر لطیف یعنی جو عقل اور قدرت اور ارادہ رکھتا ہے ان کے وسیلہ سے علم حاصل کرتا ہے۔ اگر آپ دریافت کریں کہ بغیر ان کے ذات خدا دکھلاؤ۔ تو جواب یہ ہوگا کہ بہت ایسی ذات یا شے خدا نے پیدا کیں ہیں جنکو آنکھ نہیں دیکھ سکتی فقط اسی ثبوت کے لیئے درست گمان کرو کہ ہیری ذات نظر نہیں آتی بلکہ صرف یہ نمود ہیں جو ان آنکھوں سے غرض نہیں رکھتیں مثلاً ہوا یا آواز یا خوشبو یا لذت وغیرہ کیونکہ ان سبکو بھی انکا علم ہوتا ہے فقط اُس شے کو بواسطہ جس جوہر کے انکے ادراک کا ہیں بنائی گئی ہو عمل بذریعہ حواسوں پر یہ بات بخوبی ظاہر ہے اور شاید آپ بھی تسلیم کر لیتے ہونگے کہ جوہر لطیف شئے فقط صفات سے ظہور پذیر ہوا اور جب صفات بدلائل ساطع اور قطعی ثابت ہو جاویں تو موصوف اگر بسبب لطافت کے حس نہ ہووے تو ہیچ اور پوچ ہو سکتا ہے ورنہ شان توہیت ہیں نزدیک ہی دیکھ لیجئے اگر ایک کرتے ہیں ہو بندہ یہ ذات کی صفات کے بغیر اپنی صفات ظاہر کرے اور اُسکی ذات بسبب لطافت کے پائی نہ جائے افسوس کہ پوچ کہا جاوے دوسرا ایک چھتری لیجئے جسکو آپ کہتے ہیں یا میں کہ اُسکی ذات اور صفات دو تو نظر میں آتی ہیں۔ پر کہنا ہے

کہ چھتری کی ذات کیا ہے فقط ایک صفت طوالت اور ایک صفت ضخامت اور ایک صفت ثقالت اِن صفات کے مجموعہ کو ذات یا موصوف کہا جاتا ہے جب ایک صفت کو فنا کر کے دیکھیں تو کچھ ذات باقی نہیں رہتی تو جب صفات قطعی پائی جاویں موصوف کا علم ہیچ اور پوچ کہنا کسطرح درست آتا ہے۔ بس جب ثابت ہے کہ موجودات ایک صنعت خالق مطلق اُسکی سے ہے۔ تو بغیر اُسکے موصوف سے جو لطف اللطیف ہے انکار کر سکتا ہے تو بہتر یہ آفتاب صداقت کی روشنی ہر ایک دل کو منور کرے*

ملکہ معظمہ کی سپیچ

چند روز ہوئے کہ ملکہ معظمہ نے پارلیمنٹ میں ایک سپیچ فرمائی لیکن اُسمیں ہندوستان کا کچھ ذکر نہ تھا جسکا کچھ باعث معلوم نہیں ہوتا سوائے افسوس و تاسف کے اسکا اور کچھ علاج نہیں ہو سکتا۔ ورنہ لارڈ فات شاہ زادہ اور عہد نامہ بیرون رابطہ کی بابت بھی کچھ ذکر نہ تھا تعجب تھا کہ اس سپیچ میں مساوات کا بھی کچھ تذکرہ ہوتا کہ شاہزادہ کی وفات پر جسقدر رنج ہوا اُس سے انگلستان اور ہندوستان کو کیا فایدہ پہنچا*

ہمت

سنتے ہیں کہ دو اور بنگالی جوان یعنی بابو تارک لعل چندر اور بابو ستیندر کرشن برائے تحصیل فن دستکاری روانہ انگلستان ہوئے ہیں یہ نسبت سول سروس اور بیرسٹری ہونے کے یہ ایک نہایت ہی معقول قصد ہے*

حادثہ

کریم بخش سوداگر کہ بھائی نے گرد سینیٹری کے برتن جو تھوڑا سا چونا تھا واسطے ملیکر جا کہ سوراخ کو بند کر دے اسنے ایک دیا سلائی جلائی کہ شن تجلی کر بند ہو جاوے لیکن کہ بجلی سے تیل میں آگ لگ گئی جسکے

شعلہ اُٹھے وہ بھی جل گیا اور بڑی مشکل سے گھر پہنچا بائیں گیا گھر دوسرے صبح قریب گیارہ بجے کے مر گیا*

چوری

چند روز ہوئے کہ رات کیوقت حضرت گنج کے رومن کاتھلک اور پروٹسٹنٹ کے گرجوں میں چور گھس گئے چاندی کے شمعدان اور میز اور دیگر اشیاء قیمتی چورا لے گئے اگرچہ محافظان پولیس اُس جگہ بہت سے ہیں مگر تمام رات چوکیدار وغیرہ ساتھ ایک شور و غل بے فایدہ کرتے ہیں کہ چور آسانی سے اپنی کار روائی کر لیتے ہیں*

آگرہ

دریائے جمنا میں ایک سخت ہولناک حادثہ واقعہ ہوا بیس بائیس آدمی ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہو کر ٹولوں کو بیچے ہوئے دیکھنے گئے جسوقت کہ کشتی بیچ دریا پہنچی کہ یکلخت سے فوراً اُسمیں پانی بھر گیا اور وہ ڈوب گئی بہت سے آدمی بچ نکلے مگر قریب دس تین آدمی کے دریا میں بہکر غرقاب ہو گئے اُنمیں سے ایک جوان دمود رداس نامی جو صاحب سنسکرت کالج میں تعلیم پاتی تھی اور جو کہ بیان استاد کا آنکھ کا ہے گورنمنٹ کالج میں اُستاد مقرر تھا وہ ایک نہایت نیک اور ہوشیار اور زیرک جوان اہل ہند کی انگریزی تعلیم یافتوں سے اعلیٰ حیثیت رکھتا تھا ہمیں اُمید ہے کہ اکثر اشخاص خصوصاً اُسکے ہم مکتب اُسکو کبھی نہ بھولیں گے اور مسٹر جارڈین صاحب مرحوم سے بعد مطالعہ علم قانون کے ہائی کورٹ کے پلیڈری کے امتحان میں بھی کامیاب ہوا تھا*

مدراس میں ایک صاحب پر حملہ

چند روز ہوئے کہ مسٹر جیمس برٹو سا صاحب متعلقہ سول انجینئرنگ کالج بعد ملاقات مسٹر بولر صاحب انسپکٹر مدارس کے ہمراہ اپنی گاڑی اپنے گھر کو جاتے تھے جب سنسل چوک پہنچے ایک گروہ مسلمانوں نے انپر حملہ کیا

گھوڑ گاڑی کو روکا جس سے گاڑی ایک خندق میں گر گئی مگر صاحب گاڑی میں سے کود پڑے اسپر انھوں نے شور و غل مچاکر گھوڑ گاڑی کو گاڑی کے بستر کا دیا اور صاحب کو گھیر کر لوٹ کھسوٹ کرنے لگے اسپر صاحب بھاگ کر گاڑی میں سوار ہو گئے مگر ان شریروں نے گاڑی کی کھڑکیاں کھول کر گاڑی اور صاحب پر سخت نقصان پہنچایا اگرچہ صاحب نے جھڑ سے کچھ دیر تک بچائے رکھا مگر آخر کار جھڑ کو چھین کر انکا مارنا شروع کیا اور ایک ضرب پیشانی میں لگائی جس سے انکی آنکھ نکل گئی جب صاحب اپنے چہرہ سے خون صاف کرنے لگے انھوں نے سر پر ایک ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑے اسپر انھوں نے وحشیانہ طور سے ادھر ادھر انکو کھینچا ایک درخت کے نیچے بیہوش پڑا چھوڑ گئے جہاں وہ صبح تک بیہوش پڑے رہے صبح ہوتے ہی ایک کاکو جوان سے سب بیان کئے اور آنکھ کو اٹھا کر تھانہ میں لیجائے گویا جان نزدیک ہونے کو تھی کے وہاں پہنچائے گئے پولیس کو بیان ہی کو جہاں صاحب گرے تھے وہ جگہ خون سے بھری تھی صاحب موصوف بہت کچھ بہتر ہیں مگر ان ضربات کا سخت نشان ہے تحقیقات ہو رہی ہے امید کہ بعد تحقیقات مجرموں کو ایسی سزا دیجائے گی کہ باشندگان و راس کبھی نہ بھولینگے

بداؤن

ضلع کو ہا میں وارداتیں ہوئیں وقوع میں آئی اور گذشتہ میں ایک مسند ہاسی ضرر سو مرجھا رانی جو بند ہو جاتا رہا ہیں وغیرہ جنگلوں کے اضلاع مغرب و شمال سے علاوہ گو بوجہ میں وارد ہوا ایک جگہ میں انکی خاطر وہاں جمع ہونے لگی پہلا ایک بھیڑ سے مسند میں سکونت اختیار کی بعد انکے لوگ آنکو اور مسند میں بیٹھے ایسے بیگ گو سائیں صاحب کا جھیار جا کاں پر تھوڑی دیر میں

شبہات بہیں حق حدود انکے اس کا شکے ایک شخص سے عورتیں بہرت کے نکالنے کے بے خوب مشتبہ ہو گیا جب پیش آئی انھوں نے اپنی گنبد میں بہرت رکھے اور جب کبھی عورتیں انکے پاس آکر ستیں تھیں وہ پرشش و ضمہ جانیں شروع ہوتی تھیں ملکاپور کے باشندے اس مسند میں گئے اور وہاں کنہ حلقہ دیکھا دھنواں ایک حیرت سے دیکھکر حیران ہو گئے ان لوگوں نے انکو دیکھنا چاہا مگر سائیں نے انکو منع کر کے کہا کہ میرے کچھ منتر پڑھتا ہوں تم چلے جاؤ دوسرے روز ایک لڑکی بعمر ۱۰ سال کی اور ان جنگلوں میں پتہ لگا کر لوگوں نے لڑکی کو منسد میں بیٹھے دیکھا خود بخود آتے جب بہت سی منت کے گو سائیں نے جواب دیا کہ لڑکی کو میں نے منتر کے زور سے غائب کر دیا ہے اور لڑکی کو اس جادو کے زور سے زندہ جلا دیا ان کو دیا اور انکے زیر اس مکان سے رستیاب ہوئے کہ مسداہی ہوئی بیس قابل تعریف ہے مقدمہ تحقیقات ہو رہا ہے

پشاور

ہفتہ گزشتہ میں بیان چند وارداتیں قتل وقوع میں آئیں جن میں ایک پٹھان اور ایک نمبردار موضع اور کئی ایک اور شخص مارے گئے

راجہ صاحب جیند نے گورنمنٹ سے اجازت حاصل کی ہے کہ دس مہینے بعد کو وشندر پر تشریف لیجائیں

سر ہنری ڈوراند صاحب چیف جسٹس پنجاب ان دنوں نینیتال کسولی میں بسر کرینگے اتالیق

سرحدی خبر

کابل سے خبر آئی کہ شاہدار ملک حاکم جلال آباد نے امیر کابل کی خدمت میں عرضی بھیجی کہ فیروز خان حاکم کل پشاور کی شکایت کی ہے اور کہا ہے کہ مسجد میں زور شور سے ہمیشہ سرکشی کرتے ہیں جو اس بیان کیا کہ فیروز خان مشہور ہو گئے کہ ایسا ہی سر جس میں بہت سی لڑکی کو بھی کر لیا اور کئی جنایات کرتا

کردیا انکے لوگ مسافروں پر بہت ستم کرتے تھے اور گرداگرد ان مقامات کے رہنے والے بہت سے مزدوران کو ایک حصہ دیتے ہیں جس کا انگو کمال نقصان ہو رہا ہے

از پنجاب اخبار

لودیانہ

موضع ... گوجراں کے شخص ... کے حسب فقرہ ... کے ماخوذ ہو کر جاوں عدالت ... نے انہیں ... دیا ... مبلغ ... روپیہ کی ضمانت ... اور ... سے سات سو روپیہ کی ضمانت اور ... دیا گیا ... ایک دفعہ ... شاید جاننے ... جلا دیا جاوے گا۔

خلاصہ تجارات تار برقی از ۴ ستمبر تا ۱۷ ستمبر سنہ ۷۳

انگلستان ۔ دوقور ... ان انگریزوں کے قبضہ میں جزائر ... میں ہیں ... سفر ... کو کرنیل ... کی ملاقات کے واسطے تشریف لیجائینگے۔

ہسپانیہ کارلسٹ شمال کی جانب کامیاب ہو رہے ہیں

شملہ سکرٹری آف سٹیٹ سے یہ خبر آئی کہ ابھی کابل سے یہ بات قرار پائی ہے کہ شمالی حد بحوالہ قرار دی گئی ہے اور جناب وائسراے بہادر حال ساتق وائسراے ایان سابقین کے افغانستان کی خود مختاری کو قائم رکھینگے اور اسکی امداد کرینگے اور نے الحال دس لاکھ روپیہ اور بیس ہزار بندوق امیر کابل کی خدمت میں سرکار کیطرف سے بطور نذرانہ بھیجی گئی ہے

اطلاع

ناظرین با تمکین پر واضح ہو کہ مضمون حیات الافغان میں دیکھا جائے ہر غلطی جلی جو لی ہے صفحہ اول کے حاشیہ پر تشریح کی گئی ہے نظر غور ملاحظہ فرماویں

بقیہ نظر ثانی کتاب صیانت الانسان

حصہ پنجم

فصل اول

اثبات تحریف انجیل کے جواب میں

محققین طالب حق پر واضح ہو کہ منجملہ ان دلائل اثبات کے جن کو معترض نے انجیل کے تحریف ہونیکی ثبوت کے باب میں پیش کیا ہے یہ بھی ایک دلیل ہے جس سے ہم بعینہٖ آگے معترض کی تصنیف کے بارھویں صفحہ پر زیب قلم ہو کر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ دلیل معترض در بارہ ثبوت تحریف ہونے انجیل کے۔ انجیل اصل زبان سے ترجمہ ہو اور اس کی معتبری کا یہ حال ہو کہ اونکے عیسائی خود شک میں پڑے ہوئے ہیں کہ اصل زبان عبرانی تھی یا یونانی بعض کہتے ہیں کہ یونانی اور بعض کہتے ہیں کہ عبرانی تھی۔ اسکا جواب ہم پرچہ گذشتہ میں بخوبی تحریر کر چکے ہیں جسکا جی چاہے دیکھ لے تاہم اس مقام پر یہ چند سطر بجواب اعتراض معترض بذریعہ ناظرین انصاف پیشہ تحریر کی جاتی ہیں۔ واضح ہو کہ معترض کا اعتراض اندرونی بیخبری حقیقت حال ہے عیسائی تو شک میں نہیں مگر معترض کی زبان کا چاہو آپ سے کہہ دیجئے کیا علاج ہے۔ دیکھئے جب ہم سب کے سب یونانی انجیل کے معتقد اور قائل ہیں تو پھر عبرانی کا کیا ذکر ہے پس اگر معترض کا اعتراض درست ہوتا تو اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی دلیل بھی دیتے ہم نے دیکھا کہ کوئی دلیل نہیں دی بلکہ صاف بیان کر کے یہ اعتراض اسکا محض غلط ہے اور امید قوی ہے کہ اپنی خود بھی کسی تعصب سے خالی نہ سمجھیں گے۔ یہ کسی اعتراض کے جو معترض اپنی تصنیف کے اسی صفحہ پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ عیسائی خود اقراری ہیں کہ یہ انجیل حضرت عیسیٰ نے خود تصنیف یا ترتیب نہیں کی اور نہ اون کے وقت میں جمع ہوئی اور نہ لکھی گئی بلکہ بعد وفات عیسیٰ کے اون کے شاگردوں نے جمع کیا اور حرف الہام سے نہیں۔ جواب۔ شاید معترض کے نزدیک الہام کچھ چیز نہیں اگر کچھ شے ہے تو انجیل بہر حال قابل اعتبار ہے کیونکہ اسکو نوشتہ پر منحصر دینا شاید ان پر بھی ہے کیونکہ یہ بھی شاگردان وہ ساعت الہام بخشی گئی ہوئی ہے علاوہ اسکے قرآن میں لکھا ہوا موجود ہے یہ بھی وحی نازل ہوئی ہے چنانچہ سورہ مائدہ سے عیاں ہے۔ سورہ مائدہ۔ و اذ اوحیت الی الحواریین الخ۔ جب شاگردوں نے بذریعہ الہام لکھی جو قرآن بھی مصدق ہے تو پھر کس صورت سے غیر معتبر ہو سکتی ہے۔ پھر معترض کی تصنیف کے اسی صفحہ پر یوں لکھا ہے۔ سو آن شاگردوں نے بھی اس کلام کو جمع و ترتیب نہیں کیا بلکہ شاگردوں کے شاگردوں اور پیشتر شخص نے جسکا نام تک عیسائیوں کو بھی معلوم نہیں ترتیب کیا اور یہ جب اور عیسائیوں کے زمانہ ترتیب و تصنیف انجیل کا ٹھیک کسی عیسائی کو ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں ہے جیسا کہ خود اون صاحب بلکہ مشن نے انجیل میں لکھا ہے کہ پہلی انجیل سنہ ۳۰ یا ۳۱ یا ۳۳ یا ۳۸ یا ۴۱ یا ۴۳ یا ۴۸ یا ۶۱ میں تصنیف ہوئی اور دوسری انجیل سنہ ۵۶ یا ۶۵ میں اور تیسری انجیل سنہ ۵۳ یا ۶۳ یا ۶۴ میں اور چوتھی انجیل سنہ ۶۸ یا ۶۹ یا ۷۰ یا ۸۹ یا ۹۸ میں تصنیف ہوئی ہے۔ جواب۔ اگر شاگردوں نے اسی کلام کو جمع اور ترتیب نہیں کیا تو کس پر یہ [illegible] کا نقصان عاید ہوتا ہے شاید معترض کے نزدیک انجیل میں شکوک [illegible] جو تحریر ہوئی ہے یہ صورت کی محض خام خیالی ہے کیونکہ عہد عتیق کی ہر ایک کتاب کی ترتیب رسولوں کے عہد میں ہو چکی تھی البتہ بعد رسولوں کے عہد بعہد کی کتابوں کی ترتیب ہوئی ہے مگر اسمیں کسی طرح کا خلل نہیں آیا جیسے بدولت معترض کے نزدیک انجیل غیر معتبر ہو گئی جو نہ معلوم ہو کہ معترض صاحب ہو کے کس قسم سے پرچوں سے جو کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ معترض کے اس اعتراض سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا [illegible] ہر فی ہی ہو کہ اون کا اعتبار نہیں کیونکہ محمد صاحب کے عہد میں اسکی سورتیں بھی جمع نہیں ہوئی تھیں اور اگر یہ سبب وجہ غیر معتبر ہونے کسی صورت سے معترض کا یہ اعتراض انجیل مقدس پر عاید ہو سکتا ہے اور یہ جو معترض صاحب فرماتے ہیں کہ عہد شاگردوں کے کسی اور شخص نے جسکا نام عیسائیوں کو بھی معلوم نہیں انجیل مقدس کی ترتیب کی ہے اسکا جواب یہ ہے ناظرین جانتے ہیں کہ ترتیب دینے والے کا نام معلوم نہونے سے انجیل مقدس کی اصلیت اور صحت میں کچھ فرق نہیں پڑیگا کیونکہ غرض اصلیت اور صحت سے ہے نہ کہ مرتب کے نام سے جب انجیل مقدس کی اصلیت و صحت میں کچھ فرق نہیں تو اس صورت میں معترض کا اعتراض محض بے اعتبار ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر مرتب کا نام بھی معلوم ہوتا تو معترض کی ذات مقدس [illegible] کہ اسپر کوئی اعتراض کرتے دیکھئے جب قرآن کا حال ہے کہ حضرت نے [illegible] کیا [illegible]۔ اور یہ جو معترض صاحب فرماتے ہیں کہ زمانہ ترتیب اور تصنیف انجیل کا اب تک کسی عیسائی کو ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جبکہ زمانہ تصنیف کے قریب معلوم ہے اور یہ ثابت ہے کہ انجیل مقدس شاگردوں کے عہد میں لکھی گئی اور انہیں کے ہاتھ سے تصنیف ہوئی ہے اگر زمانہ تصنیف ٹھیک ٹھیک معلوم نہو تو کچھ مضایقہ نہیں کیونکہ معترض [illegible] زمانہ تصنیف کی [illegible]۔ یہ معترض [illegible] حافظ صاحب نے بابت [illegible] تبدیلات کے جو ہر سال میں واقع انجیل [illegible] بلکہ [illegible] کی تحریر سے نقل کر کے اپنی تصنیف میں [illegible] جواب دیں اور ان تبدیلات کو معترض کی تصنیف سے نقل کر کے ناظرین کو [illegible] دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو سہو کاتب سے واقع میں آگئی ہیں دوسرے وہ تصدیق جو [illegible]

اور یہ جنس بکار ہاتھ سے جو جعلی اشتہار وہ بیہودہ ہیں کو
معترض نے پادری صاحب کی تفسیر سے نقل کر کے تصنیف کا کیا ہے
بخیال خود ثابت کرنا چاہا ہے صفحہ قرطاس کرتے ہیں۔ معترض کی
تصنیف کے چالیسویں صفحہ پر لکھا ہے۔ پادری صاحب صفحہ ۳۰
دوسری جلد میں لکھتے ہیں کہ بہت سے اسطرح کے الحاق ایسے
نیاں اصلاح کے اعمال جو مرقس میں ہیں اور یوحنا کے حال کو
ذکر ہوا ہے واقع ہو سکتی ہیں کہ انہوں نے اور اسکے بعد وہ مرقس
نے ذکر قصہ میں دوسری جگہ سے لیکر ملا دیا ہے انتہی۔
پھر صفحہ ۹۹ پر یوں لکھا ہے کہ ڈاکٹر کریسبیک نے تین سو تیس
نسخے انجیل کا مقابلہ کیا تو ڈیڑھ لاکھ اختلاف نکلا۔ پھر معترض
کی تصنیف کا چالیسواں صفحہ پڑھا گیا ہے۔ کہ عبارات مختلفہ کو
بعض تحریفات قصد سے ان لوگوں نے جمع کی ہیں جو دیندار
کہلاتے تھے اور بعد ان کے وہی تحریفات ترجیح دیکر ملا لی گئیں
اور مسئلہ مفیدہ کی تائید ہوا کچھ اعتراض ایسا پیدا نہ ہو ہا ہو
آخر جاری ہیں۔ اسکے بعد کئی صفحے کاتب صاحب کی کتاب
سے ورق بناوروں کی تحریف کرنیکی بابت معترض کو اپنی تجاویز
نے ذکر کچھ ہیں بنا بنا کچھ یہ بھی لکھتے ہیں۔ اسکو ظاہر کرکے یہ
معترض نے پادری صاحب کی تفسیر پر سے چند تبدیلات نقل کی
تصنیف میں لکھ دی ہیں۔ پھر معترض صفحہ ۳۳ پر یوں لکھتا
ہو کہ۔ بموجب قول پادری صاحب کے ہم تو تحریف معلوم
کی بابت جگہ میں اپنی ذہن فرما بنا اگر تحریف ہو ہی ثابت ہو گئی
کی تو کیا تعین تو جب کہا ہے کہ دیکھیں اب وہ کیسے کامل تو جیتے
ہیں۔ انجیل کو مسند سمجھنا مناسب ہیں۔ جواب۔ ہم
تسلیم کرتے ہیں کہ پادری صاحب اور بہت سے عیسائی مصنف
خلاف اہل اسلام منصف و تعصب جنکے نزدیک اختلاف
واقع ہوا ان سہو کاتب ہو اس امر کے صاف مقر ہیں کہ کتب
مقدسہ میں بہت سے سہو کاتب ہوئے ہیں۔ بہت خیال
یاد رکھنے کہ ہو کہ حق کے پوشیدہ رکھنے کا نتیجہ نہایت برا ہو
ہوتا ہو اسلئے فرقہ ہمیشہ کیا ہوگا اگرچہ ہر روز اسکی انتظام

صورت حلقی ہر یکی خبر۔ مدعوان جو خ پاک۔ واپس
بیہری گیا۔ اب ہم اس قصہ کو یہاں چھوڑ کر معترض کی بحث
گفتاری ناظرین پر ثابت کرتے ہیں۔ کیا خوب دیکھئے جناب
نامہ نگار نوشستہ یاری جو بہ گزشتہ ہوئی اور حضرت نے بہشتی کا
کا لکھنوٹ لکھ زت کو ہم تمام کر دیا ہو جنانچہ معترض کی یہ
بعض غلط اور پر سے بہر معنوی تحریر کر کے ڈاکٹر کریسبیک صاحب
نے ذخیرہ کی اختلاف واقع انجیل کا اقرار کیا ہو مصداق
اسی امر کی ہو اگر ناظرین کو جاننا منظور ہو کہ اسطرح کا ثبات
تو خود ڈاکٹر موصوف کی تصانیف دیکھکر اس امر کی تشفی
کریں کہ ہم میں سے کون جھوٹا ہے معترض یا ہم۔ اور
واضح ہو کہ نہیں سکے کہ ہم سہو کاتب واقع انجیل ایسے
اسیہ کو ناظرین منصفی کریں اور دیکھیں کہ چھپائے ہیں
عیسوی اور انجیل کی کسطرح کے مضمون میں نقل اختلافیہ
بالمقابل نظم بند کریں یہ التماس ہو کہ انجیل معترض اور اہل
اسلام کا یہ دستور ہو گیا ہی کہ جا بجا بڑے بڑے عیسائی
انجیلی مفسروں (مثلاً پادری صاحب وغیرہ) کے نام لیکر
انجیل کو محرف ٹھہراتے ہیں حضرت ان مفسروں کی تفسیر کی
صورت سے تو وہ الفاظ جیسے بدعت ہو ہیں ان کو بدنام کرتے
ہیں لہذا اس مقام پر پادری صاحب کی تفسیر کی کچھ عبارت
مناسب جانکر نقل کیجاتی ہے تاکہ ناظرین پر واضح ہو کہ
کہ صاحب موصوف انجیل کے حق میں کیا رائے ظاہر فرماتے ہیں
پادری صاحب کی تفسیر حصہ اول باب دوئم فصل دوئم مکمل انجیل
کی عبارتوں اور تصنیفات مقدسہ میں کے صحیح کرنے سے بحث
محرف ہونا سمجھی نوشتوں کا ثابت ہوتا ہو کیونکہ حق
سب مری ہی دلیل ایجاد ہوئی صحیفہ اعمال رسولوں
اور وہی تحریفات پائے جاتے ہیں اور ان نسخوں میں جنکا
جو آجتک موجود ہیں ایک بھی ایسا نہیں جو ایک دوسرے سے
تعلیم اور احکام میں جو دین عیسوی کے اصول ہیں متفق
نہ ہو یعنی یہ سب کے سب تعلیم اور احکام میں ایکدوسرے سے

متفق ہیں اور نہایت عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ
پادریوں نے اس نسخوں کی مختلفہ عبارت کے مقابلہ کیا ہی
ہوا ہی کہ جدید کے مضمون میں اصلاً کسطرح کا فرق
نہیں پڑا انتہی۔ اب جاننا ضرور ہوا جس صورت میں یہ صاحب
انجیل کی نسبت اسطرح کا اظہار فرماتے ہیں تو کس طرح
کس دلیل کی رو سے معترض اسکو اس مفسر کی تفسیر کا
حوالہ دیکر محرف ٹھہرا سکتا ہی ایسے صاف بیان ہو کر
موسم گرما نے دیکھا معترض کے مدد دینے ہو ابا ٹھیرتا ہی سنگ
variae lectiones یعنی عبارات مختلفہ
اور حاشیہ نشیں کی شرح کے بعد سہو کاتب واقع انجیل کو
سند کے جاو دیکھے۔ واضح ہو کہ یہ ایک لاطینی مرکب لفظ ہی اور
بوقت مقابلہ عبارات نسخہ بنسخہ متفق المضمون لفظ بلفظ
زیر و زبر و الفاظ یا کسی لفظ کی فزونی یا کمی یا جنس میں کچھ
فرق جو ایسا ہو کہ جو پڑا جاتا ہی اوقت مقابلہ یہ بات کہ
ثابت ہو جاتی ہے کہ ایک نسخہ میں کچھ عبارت یا کوئی فقرہ
سہو کاتب کی بدولت رہگیا ہو یا ایک میں صیغہ واحد کا
ہی اور دوسرے میں بجائے اسکے صیغہ جمع حاضر یا ایک میں
فعل ہی اور دوسرے میں اسم یا ہر دو میں افعال مشتق
المعنی ہیں یا ایک دوسرے کا استعمال ہو اس لفظ کا اطلاق
variae lectiones پر ہوتا ہے
اور بیگانہ نشیں یعنی وہ تبدیلات جو سہو کاتب کی بدولت
انجیل میں واقع ہوئی ہیں اپنی بسیہ کو ناظرین منصف کریں
اور دیکھیں کہ یہ نقل مضمون انجیل میں یا نہیں ہوا اور تم
کرتے ہیں۔ متی کی انجیل کے ۹ باب کی ۳۶ آیت میں لکھا ہے
ἰδὼν δὲ τοὺς ὄχλους
لکھا ہوا کہ بجائے اسکے دوسرے نسخہ میں یہ عبارت تحریر ہے
καὶ ἰδὼν τοὺς ὄχλους.
اور دیکھکر یا دیکھکر لفظی معنی ہوئے
مضمون میں تو کچھ فرق نہیں فقط ایک نسخہ میں لفظ پھر ہوا

...میں بجائے اس لفظ کے اور [illegible] استعمال کیا ہے - بعض نسخوں میں جگہ

ἀνέβη εἰς τὸ ὄρος

وہ پہاڑ پر چڑھا دوسرے نسخوں میں بجائے اسکے یوں لکھا ہو

ὁ Ἰησοῦς ἀνέβη εἰς τὸ ὄρος

یسوع پہاڑ پر چڑھا یعنی مقام پر بجائے اسم اشارہ کے اسم استعمال کیا ہے [illegible] معترض ان باتوں سے محرف ہونا انجیل کا ثابت [illegible] معلوم ہوا کہ معترض صاحب [illegible] اور بھی - پھر اسی باب کی تیسری آیت میں یوں لکھا ہو

μακάριοι οἱ πτωχοί

مبارک وہ غریب اور بعضے نسخوں میں بجائے اسکے یوں لکھا ہے

μακάριοι πτωχοί

مبارک غریب [illegible] حرف تنکیر کو [illegible] بعض نسخوں میں بجائے آیت [illegible] صرف ایک نسخہ میں [illegible] اور لفظ ایک نسخہ میں [illegible] آیت [illegible] ہیں -

اور پھر اسی باب کی آیت نہم میں لکھا ہو کہ

αὐτοὶ υἱοὶ Θεοῦ κληθήσονται

(وے خدا کے فرزند کہلاوینگے) بجائے اسکے بعض نسخوں میں یوں لکھا ہو کہ

υἱοὶ Θεοῦ κληθήσονται

(خدا کے فرزند کہلاوینگے) معلوم نہیں کہ اس سے معترض کے نزدیک مضمون انجیل میں کونسا بھاری خلل واقع ہوا [illegible] پھر آیت دہم میں مرقوم ہو کہ

μακάριοι οἱ δεδιωγμένοι ἕνεκεν δικαιοσύνης

(مبارک ہیں وہ جو ستائے جاتے ہیں راستی کے واسطے) [illegible]

واضح ہو کہ بجائے لفظ ἕνεκεν کے جو اس آیت میں واقع ہوا ہے بعض اور نسخوں میں لفظ جسکا

ἕνεκα

استعمال ہوا ہے یہ دونوں لفظ متفق المعنی ہیں اور دونوں کے معنی لفظ واسطے کے ہیں اور اسی آیت کے اس لفظ

δικαιοσύνης

کے پہلے جو [illegible] لفظ استثنائی لکھے ہیں τῆς نہیں [illegible] ابتدا کیا ہو گو اس سے معنی میں اسکا کچھ خلل نہیں - پھر آیت یازدہم میں یوں لکھا ہو کہ

μακάριοί ἐστε ὅταν ὀνειδίσωσιν ὑμᾶς καὶ διώξωσιν καὶ εἴπωσιν πᾶν πονηρὸν κ.τ.λ.

مبارک ہو تم جب ملامت کریں تمہیں اور ستاویں ہر طرح کی بری باتیں [illegible] بجائے ان لفظوں

ὀνειδίσωσιν

διώξωσιν

[illegible] کی جو اس آیت میں واقع ہوئے ہیں [illegible] نسخوں میں لفظ

ὀνειδίσουσιν

διώξουσιν

[illegible] کا استعمال ہوا ہے [illegible] مستقبل [illegible] بجائے صیغہ فعل مضارع کے صیغہ فعل مستقبل استعمال کیا گیا ہے - اب منصف [illegible]

Variae lectiones

واری ای لکشنیس سے یہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ انجیل محرف ہو گئی اس شخص کے نزدیک جسکی عقل میں [illegible] واقع ہوا [illegible] سمجھ سکتا ہے [illegible]

اور نیز کہ [illegible] (فہم پر کس قدر بہت درست) [illegible] یا تو نے کیا خوش ہو کر [illegible] معترض کی طبیعت [illegible] [illegible] کے بیشتر [illegible] ہیں - اور یہ

variae lectiones

وہ قصہ واری ای لکشنیس جسکو معترض نے [illegible] صاحب کی تفسیر سے نقل اپنی تصنیف کے باب [illegible] صفحہ پر جگہ دی ہو [illegible] ناظرین کرتے ہیں - [illegible] جاتا ہو کہ یہ

Variae lectiones

واری ای لکشنیس بمقابل قابل غور اور توجہ نہیں اور [illegible] ہیں - اول - ورس ۳۲ باب ۱۳ انجیل مرقس میں [illegible] لفظ

οὐδὲ ὁ υἱός.

(یعنی اور نہ بیٹا) بھی [illegible] ہو گئی اور بعض مرشدوں نے بھی ان الفاظ کو [illegible] ہو کیونکہ [illegible] تھا کہ وہ لفظ (جو مسیح کی الوہیت کا منکر تھا) [illegible] جانا چاہئے کہ جس حالت میں [illegible] نسخوں میں یہ الفاظ مندرجہ بالا مسطور ہیں تو کسطرح اور کس دلیل کی رو سے فقط بعض مرشدوں کے [illegible] جعلی [illegible] جا سکتے ہیں [illegible] نسخوں [illegible] ہیں دریافت ہوا ہو [illegible] ہوا ہو [illegible] جب یہ الفاظ موجود ہیں علاوہ [illegible] کی تفسیر کے اس فقرہ سے کہ بعض مرشدوں نے ان الفاظ [illegible] صاف عیاں ہو کہ یہ الفاظ قدیمی نسخوں میں [illegible] ہونگے اگر معترض کے [illegible] تو اس صورت میں [illegible] کیونکہ جو اصل میں ہو کیونکر ہو سکتا ہو [illegible] ہو کہ یہ الفاظ جعلی نہیں اور سب قدیمی نسخوں میں [illegible] ہیں اور اعتراض معترض بلا ثبات ہو - دوم - ورس

۲۰ باب اول انجیل لوکا میں کچھ لفظ سریانی [illegible] اور عربی اور [illegible] اور ترجموں کے نسخوں میں [illegible] مرشدوں کے حوالوں میں [illegible] کے مقابلے [illegible]

ہو گیا وہ نہ حضرت عیسیٰ کا وہ مقتول (یعنی تو ہیب) اور
انسانیت اُسکے ساتھ ہو رہت ہو تیرا شکر تمہارا ہی – وا مسیح کی
معترض اس اقتباس سے یہ مراد رکھتا ہی کہ اس آیت (اور
درشتہ نے جواب دیکر کہا کہ روح القدس تجھ پر اتریگی اور خدا
تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ کریگی اسلئے وہ جو پیدا ہوگا
بیٹا خدا کا کہلائیگا) میں لفظ (تجھ سے) زرد یا جینس کے
متعارض ہو جاتا ہی یہ جاننا چاہئیے کہ یہ لفظ (تجھ سے)
فقط دو چار نقلی قدیمی نسخوں میں ہی جن میں سے ایک تو نویں
صدی کا ہی اور دوسرا دسویں صدی کا اور تیسرا بارہویں صدی کا
ہی اور دو گیارہویں صدی کے ہیں نظر آتا ہی اور باقی کے قدیمی
نسخوں میں مطلق درج نہیں ہی اور یہ تو ناظرین منصف مزاج
بخوبی جانتے ہیں کہ اگر کوئی لفظ قدیمی نسخوں میں ہو اور نہیں
نسخوں میں تحریر ہو تو ایسے نسخے قابل اعتبار اور معتبر نہیں
بلکہ جعلی تصور کئے جاسکتے ہیں کیونکہ تعدد خود ہو ایسے نسخے معتبر اور
قابل سند اور توجہ ہیں اور جو کہ شہادت کثرت کا اور
متفق اللسان جائز اور رواج ہوتی ہو تو پھر کس صورت سے یہ
اعتراض معترض کا درست ہو سکتا ہی اور یہ جو معترض کا بیان
کہ فرقہ یو تکین مسیح کی الوہیت اور انسانیت کا منکر تھا یہ
سنفس غلط ہی معترض صاحب نے حضرت کا ایک کلام بیگانہ
اور معلوم نہیں کہ اس فرقہ نے معترض کا کیا بگاڑا ہی جو بیچارہ
کو بدنام کرتا ہی – دیکھئے اس فرقہ کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ دو
صفات مسیح ایک میں یعنی انسانیت الوہیت سے جدا ہیں
اور ایک دوسرے میں یہ متفق ہو گئی ہیں کہ جلنے نہیں نہ
کرو سکتے – دیکھو – درس و باب ۱۵ اور تواریخ کلیسیا میں
بارہ کی جگہ گیارہ بنا دیا گیا اگر یہ درس پر جھوٹ کا الزام جاید
ہو کیونکہ یہ ہو دو اسخریوطی باوجود شاگرد مسیح کا سب پر ظاہر
تھا واضح ہو معترض کے اس اقتباس سے یہ مراد ہی کہ
اس آیت میں مسیح کا شاگرد اور اسکے بعد بارہ کو دیکھاں (ع)
میں بجائے بارہ کی گیارہ بنا دیا گیا – جاننا چاہئیے کہ اکثر

قدیمی نسخوں اور ترجموں میں لفظ بارہ ہی ہی اور گیارہ کی
بجائے بارہ کے گیارہ بنا دیا ہی تو اس سے یہ درست نہیں
ہو سکتا ہی کہ انجیل محرف ہو کیونکہ شرط درست شہادت
کثرت کا اور متفق اللسان مسلمہ اور جائز ہی کہ ایک
دو کی – دیکھئے جب سوائے دو ایک کے سب قدیمی نسخوں
میں لفظ بارہ ہی تحریر ہی تو پھر کس صورت سے اعتراض معترض
درست ہو اور یہ تو ظاہر ہی کہ اس سے پولوس رسول پر
جھوٹ کا الزام اصلاً عاید نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ اس لفظ
(بارہ) اصطلاحی کی مراد انجیل میں بارہ شاگردوں کی جماعت
ہی چنانچہ متی کی انجیل کے چھبیسویں باب کی بیسویں آیت
مطابق حال ہی – آیت –

τοτε τοο βλεπεια ιοσιε
ιυρισικα.

جب ایک بارہ میں سے گر یعنی ایک شاگرد وہ کی جماعت میں سے تو کہہ
اسکا بیسویں آیت میں یوں لکھا ہی

ἀνέκειτο μετὰ τῶν
δώδεκα

یعنی ساتھ بارہ کے یعنی شاگردوں کی جماعت کے ساتھ – پھر اسی
باب کی سنتالیسویں آیت میں یوں تحریر ہی

Ἰουδὰς εἷς τῶν δώ-
δεκα ἦλθε

ایک بارہ میں سے آ یعنی شاگردوں کی جماعت میں سے – اور
مرقس کی انجیل کے گیارہویں باب کی گیارہویں آیت میں یوں لکھا ہی

ἐξῆλθεν εἰς τὴν
Βηθανίαν μετὰ
τῶν δώδεκα

وہ گیا بیت عنیاہ کو ساتھ بارہ کے یعنی شاگردوں کی جماعت کے ساتھ – اب
اس بات سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہی کہ اس فقرہ سے کہ

ὤφθη τοῖς δώδεκα

اسکے بعد بارہ کو دکھائی دیا) یہ مراد ہی کہ شاگردوں کی جماعت کو دکھائی

دیا اور یہ بالکل درست ہی کیونکہ جب کہ معترض سمجھ بیٹھا ہی چنانچہ
واضح ہو کہ اول انجیل متی میں لفظ قبل ہے وہ نسخوں میں
اور اسی باب کی اس آیت میں لفظ پہلوٹا بیٹا کو نہ لکھی گئی کہ
حضرت مریم کی ہمیشہ کی دوشیزگی پر صدمہ نہ ہو – واضح ہو کہ یہ لفظ

περὶ ἧς συνεζή-
τειν αὐτούς

انجیل متی کے دوسرے (جب تک) فقط ایک سانوں میں صدی کے
نسخہ میں منسوخ ہی اور باقی کے سب قدیمی نسخوں میں موجود
اور مرقوم ہیں – آیت ۲۵ – پھر اسکو نہ جانا (یعنی یوسف نے مریم کو
نہ جانا یعنی ہمبستر ہوا) جب تک کہ وہ اپنا پہلوٹا بیٹا نہ جنی اور اسکا
نام عیسیٰ رکھا – اس آیت میں سے یہ الفاظ

τὸ πρωτότοκον

(اپنا پہلوٹا بیٹا) کس نے نکال دئے ہیں اور یہ صرف چار یونانی
نسخوں میں موجود ہیں جنمیں سے ایک تو چوتھی صدی کا ہی اور ایک
پانچویں کا دو تیسرا دسویں اور چوتھا گیارہویں صدی کا ہی
اور اور باقی کے کل قدیمی نسخوں میں موجود اور مرقوم ہیں پس معترض
جو کہ معترض کس دلیل کی رو سے کہتا ہی کہ یہ الفاظ ترک کئے
گئے ہیں شاید خواب کی باتیں کرتے ہو گئے – اب ہم وہ فقرات قابل
التبدیل و قابل الاعتبار نسخہ نامے دیرینہ انجیل جو انہیں سے متعلق ہیں
بالکل خوب طلب ہیں مناسب جان کر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں
فقرات – اعمال کی کتاب ۸ باب ۳۷ آیت – فیلبوس
نے کہا اگر تو اپنے تمام دل سے ایمان لاتا ہی تو روا ہی اور
اُسنے جواب میں کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ عیسیٰ مسیح خدا
کا بیٹا ہی – پھر اسی کتاب کے نویں باب کی چھٹی آیت کی
پہلے حصہ میں یوں تحریر ہی – اُسنے کانپتے کانپتے اور حیران ہو کر
کہا اے خداوند تو کیا چاہتا ہی کہ میں کروں خداوند نے اُسے
کہا – اعمال کی کتاب کے بیسویں باب کی اٹھائیسویں آیت
میں بجائے خدا کی کلیسیا کی خداوند کی کلیسیا تحریر
ہی – فلپیوں کے خط کے چوتھے باب کی تیرھویں آیت میں